ترتیب : استاد عبدالعزیز سید الاھل قاہرہ
ترجمہ : ابن الحسین مولوی محمد اسلم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔

۳ امام شافعیؒ اور شعر

(تحصیل علم کے لئے فروتنی اختیار کرنا)

تصبر علی مر الجفا من معلم ۔۔۔ فان رسوب العلم فی نفراته

استاد کی سختی پر صبر کرنا چاہئے۔ کیونکہ علم کی پختگی استاد کی سختی ہی سے حاصل ہوتی ہے

ومن لم یذق ذل التعلم ساعة ۔۔۔ تجرع ذل الجھل طول حیاته

جو شخص "علم" سیکھنے کے لئے ایک گھڑی کی ذلت برداشت نہیں کرتا۔ وہ ساری عمر جہالت کی رسوائی کے گھونٹ پیتا رہتا ہے۔

ومن فاته التعلیم وقت شبابه ۔۔۔ فکبر علیه اربعاً لوفاته

جو شخص اپنی جوانی کے وقت علم حاصل نہیں کرسکا، تو اسے مردہ سمجھ کر اس پر جنازہ کی چار تکبیریں کہنی چاہئیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جوانی کے وقت علم حاصل نہیں کیا بلکہ اپنے اس قیمتی وقت کو لایعنی اور بیہودہ مشغلوں میں ضائع کردیا، جسکی وجہ سے اس کا نفس (روح) مردہ ہوچکا ہے۔ تو اب اس پر نماز جنازہ پڑھ کر اسکو سپرد خاک کردینا چاہئے۔ تاکہ اس کی روح متعفن ہوکر پاکیزہ دینی فضاء کو خراب اور بدبودار نہ کرے۔

فائدہ :- اس شعر سے امام شافعیؒ کا فقہی مسلک بھی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہوتی ہیں۔

حیاة الفتی واللہ بالعلم والتقی ۔۔۔ اذا لم یکونا لا اعتبار لذاته

بخدا! انسان کی زندگی علم اور تقویٰ ہی کے ساتھ ہے، جب انسان میں علم اور تقویٰ

ؔ نصیحة الاخوان شرح لامیة بن الوردی۔

نہ ہو تو اسکی ذات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔
مطلب یہ کہ انسان کی سعادت اور شقاوت کا مدار "تقویٰ" پر ہے، اگر آدمی میں تقویٰ کا جوہر موجود ہے تو اسکی سعادت میں شک نہیں، خدانخواستہ اگر تقویٰ سے تہی دامن ہے تو اسکی شقاوت میں خفا نہیں، اور "تقویٰ" کا حصول بغیر "علم" کے ناممکن ہے۔ اس لئے دنیوی اور اخروی ابدی سعادت کے لئے "علم" کا سیکھنا اور حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ علم کی فضیلت اور رفعت شان کو قرآن و حدیث میں نہایت احسن طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

(حسن صحبت)

ان اشعار کو امام شافعیؒ کے تلمیذ رشید "ربیع بن سلیمان" نے روایت کیا اور فرمایا کہ: میں نے امام شافعیؒ کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا:

جزى الله عنا جعفراً حين ازلقت		بنا نعلنا في الواطئين فزلت[1]

اللہ تعالیٰ جعفر کو جزائے خیر دے کہ جب ہمارے قدم روندنے والوں میں پھنس کر ڈگمگانے لگے تھے۔

هم خلطونا بالنفوس والجئوا		الى حجرات ادفأت واظلت

تو انہوں نے ہمکو اپنے ساتھ ملا لیا، اور ہمیں ایسے حجروں کی طرف پناہ دی جو گرم بھی تھے اور سایہ دار بھی۔

أبوا ان يملونا ولو ان امنا		تلاقي الذي يلقون منا لملت

وہ ہم سے رنجیدہ نہیں ہوئے، اور جتنی تکلیفیں انہیں ہماری طرف سے پہنچی ہیں، اگر ہماری ماؤں کو پہنچتی تو وہ ضرور رنجیدہ ہو جاتیں۔

فقالوا هلموا الدار حتى تبينوا		وتنجلي الغماء عما تجلت

اور وہ کہنے لگے کہ ہمارے گھر میں رہو، تاآنکہ صورت حال تمہارے لئے واضح ہو جائے اور پریشانی کی تاریکی چھٹ جائے۔

ومن بعد كنا لسلمى واهلها		عبيداً وملتنا البلاد وملت

جب کہ ہم سلمیٰ اور اس کے گھر والوں کے غلام تھے، اور تمام علاقے ہم سے تنگ آ رہے تھے، اور ہم ان سے تنگ آ گئے تھے۔

---

[1] آداب الشافعی و مناقبہ۔

ان اشعار میں اولاً امام شافعیؒ ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے مشکل وقت میں ان کی اعانت اور مدد کی۔

ثانیاً اس اعانت کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ ایسے حسن سلوک کا ثبوت دیا کہ ہمیں بیگانہ نہیں سمجھا۔

ثالثاً ان لوگوں کے فوق التصور صبر کو بیان کرتے ہیں کہ جس قدر ہماری طرف سے ان کو تکلیفیں پہنچی ہیں۔ اور انہوں نے خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کیا ہے۔ اگر اتنی تکلیفیں ہماری والدہ کو پہنچتیں تو وہ ضرور رنجیدہ خاطر ہو جاتی۔

تنبیہ | صاحب آداب الشافعیؒ نے اس قطعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض اہل عربیت کا کہنا ہے کہ یہ اشعار امام شافعیؒ کے نہیں بلکہ طفیل غنوی کے ہیں۔ چونکہ امام موصوفؒ طفیل غنوی کے اشعار کو پڑھا کرتے تھے اور ان سے تمثل کیا کرتے تھے۔ بنا بریں ان اشعار کا انتساب امام شافعیؒ کی طرف کیا گیا ہے۔

قافیہ جیم
(تصوف اور فخر)

مَاذَا يُخَبِّرُ ضَيْفُ بَيْتِكَ اَهْلَهُ ۔۔۔ اِنْ سِيْلَ كَيْفَ مَعَادُهُ وَمُعَاجُهُ

تمہارے گھر کا مہمان گھر والوں کو کیا خبر دے گا۔ جبکہ اس سے یہ سوال کیا جائے گا۔ کہ اس کا ٹھہرنا اور لوٹنا کیسا رہا۔

اس شعر میں مہمان سے "روح" اور گھر سے "بدن" اور معاد و معاج سے حیات اخروی مراد ہے۔ اور خطاب انسان سے ہے۔ شعر کا حاصل یہ ہے کہ اگر نفس سے مرنے کے بعد والی زندگی کے متعلق پوچھا جائے تو اس کا کیا جواب ہوگا۔

اَيَقُوْلُ جَاوَزْتُ الْفُرَاتَ وَلَمْ اَنَلْ ۔۔۔ رِيًّا لَدَيْهِ وَقَدْ طَغَتْ اَمْوَاجُهُ

کیا وہ یہ بتلائے گا کہ میں فرات سے پار ہوا لیکن مجھے اس سے سیرابی حاصل نہ ہوئی جبکہ اس کی موجیں طغیانی پر تھیں۔

وَرَقِيْتُ فِيْ دَرَجِ الْعُلَا فَتَضَايَقَتْ ۔۔۔ عَمَّا اُرِيْدُ شِعَابُهُ وَفِجَاجُهُ

اور میں بلندی کی سیڑھی پر چڑھا، مگر اسکی گھاٹیاں اور کشادہ راستے میرے ارادہ کے سامنے بند ہو گئے۔

ولتخبرنی خصاصتی بتملقی والماء یخبر عن قذاہ زجاجہ

میرا فقیر میری چاپلوسی کی خبر دے گا۔ اور پانی کے صاف نہ ہونے کا پتہ اس کے آبگینے سے چل جاتا ہے۔

عندی یواقیت القریض ودرّہ وعلیّ اکلیل الکلام وتاجہ

میرے پاس شعر کے یاقوت اور موتی ہیں، اور مجھ پر کلام اور شعر گوئی کا تاج ہے

تربی علی روض الربا ازھارہ ویرف فی نادی الندی دیباجہ

اسکی کلیاں بلند ٹیلے کے باغیچوں پر فخر کرتی ہیں اور محفل میں اس کا پھریرا لہرا رہا ہے۔

والشاعر المنطیق اسود سالخ والشعر منہ لعابہ ومجاجہ

پرگو شاعر کھال اترا ہوا زہریلا سانپ ہے۔ اور اس کا شعر اس کا لعاب اور زہر ہے۔

وعداوۃ الشعراء داء معضل ولقد یھون علی الکریم علاجہ

شعراء کی عداوت لاعلاج بیماری ہے۔ لیکن شریف آدمی کے لئے اس کا علاج آسان ہو جاتا ہے۔

پہلے چار اشعار میں امامؒ نے صوفیانہ فکر پیش کیا ہے۔ اور آخری چار شعروں میں عمدہ شعر گوئی پر فخر کیا ہے۔

(الفرج القریبۃ)

صبراً جمیلاً ما اقرب الفرجا من راقب اللہ فی الامور نجا

صبرِ جمیل کو شعار بناؤ کیونکہ صبرِ جمیل خوشحالی کے بہت قریب ہے، جس نے اپنے تمام معاملات میں اللہ ہی کی ذات کو سامنے رکھا اس نے نجات پائی۔

من صدق اللہ لم ینلہ اذی ومن رجاہ یکون حیث رجا

جس نے خلوصِ دل سے اللہ کی اطاعت کی اسکو (پریشانی اور) تکلیف نہیں پہنچے گی اور جس نے اللہ سے امید رکھی اس نے اپنی مراد کو پا لیا۔

پہلے شعر کا حاصل یہ ہے کہ خوشحالی اور فراخی کا تعلق جسقدر صبر سے ہے، اتنا کسی اور چیز سے نہیں۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ پریشانی اور مصیبت کے وقت جزع فزع کی بجائے صبر و تحمل سے

کام لے ، اور اپنے تمام معاملات میں اللہ سے خیر کا امیدوار رہے ۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے خیر کی امید رکھتا ہے ۔ وہ ہر قسم کے مصائب سے نجات پاتا ہے ۔

دوسرے شعر کا حاصل یہ ہے ۔ کہ تعلق مع اللہ کی تاثیر یہ ہے کہ انسان کو کسی بھی قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اس کا دل ہر وقت خوش اور مطمئن رہتا ہے ۔ دیکین ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نا بخشد خدائے بخشندہ

یہ معنی ہرگز نہیں کہ اللہ والوں کو تکالیف اور مصائب نہیں پہنچتے ۔

قافیہ حاء

(فتویٰ)

امام شافعیؒ کے شاگرد ربیع بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ ہم امام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی جس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا ۔ امام صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ، امام شافعیؒ اس رقعہ کو دیکھ کر پہلے مسکرائے پھر اس پر کچھ لکھا اور اس آدمی کو واپس کر دیا ۔ ہمیں خیال ہوا کہ امامؒ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا ہے ، چنانچہ ہم اس آدمی کے پیچھے گئے اور اس سے وہ کاغذ لے کر دیکھا اس میں یہ شعر لکھا ہوا تھا ۔

سَلِ الْمُفْتِیَ الْمَکِّیَّ ھَلْ فِیْ تَزَاوُرٍ وَضَمَّۃِ مُشْتَاقِ الْفُؤَادِ جُنَاحُ

مفتی مکہ سے پوچھو کہ : کیا محبوب کی زیارت کرنے اور اس کے ساتھ سینہ ملانے میں کچھ گناہ ہے ۔؟

امام شافعیؒ نے اس کے جواب میں ذیل کا شعر لکھ دیا ؎

اَقُوْلُ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یَذْھَبَ التُّقٰی تَلَاصُقُ اَکْبَادٍ بِھِنَّ جِرَاحُ

معاذ اللہ ! میرے نزدیک تقویٰ آپس میں ایسے دلوں کو نہیں ملا سکتا ۔ جن میں زخم ہوں ۔

سائل کا سوال صرف ایک شعر میں تھا ، امامؒ نے جواب بھی ایک ہی شعر میں دیا ، جواب کا حاصل یہ ہے کہ سوال جس ملاقات اور اختلاط کا ذکر ہے ، یہ صرف زوجین ہی کے لئے ممکن ہے ، غیر زوجین کے لئے شرعاً اسکی اجازت نہیں ۔

قافیہ دال

(عفو اللہ)

نورالابصار میں بحوالہ روض الفائق سعید بن سعید سے نقل کیا گیا ہے کہ امام شافعیؒ مسجد نبویؐ

میں صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میں اپنے گناہوں سے بہت خوفزدہ ہوں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ میں باری تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گا اور میرے پاس سوائے توحید کے اور کوئی نیک عمل نہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا اگر حق تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ تمہیں معافی سے مایوس کر دیں تو گناہوں کی بخشش کا ذمہ نہ لیتے۔ (ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ) اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں ہمیشہ عذاب دینا چاہتے تو تمہیں توحید کی توفیق نہ دیتے، پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

ان کنت تغدو فی الذنوب جلیدا وتخاف فی یوم المعاد وعیدا

اگر تو گناہوں میں بھٹرا ہوتا ہے۔ لیکن تجھے آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔

فلقد اتاک من المھیمن عفوہ واتاح من نعمہ علیک مزیدا

تو بلاشبہ رب مہیمن کی طرف سے تیری مغفرت ہوگی (اور) تیرے اوپر ان کے انوکھے انعامات ہوں گے۔

لا تیأسن من لطف ربک فی الحشا فی بطن امک مضغۃ ووليدا

اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم جو شکم مادر میں بھی شاملِ حال رہا، اس سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

لو شاء ان تصلی جھنم خالدا ما کان الھم قلبک التوحیدا

اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ تم ہمیشہ جہنم میں جلتے رہو تو کبھی تمہارے دل میں اپنی توحید نہ ڈالتے

امام شافعیؒ کے یہ اشعار سن کر وہ آدمی بہت رویا اور پورے ذوق وشوق سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ اور امامؒ کے ان اشعار سے اسے بڑی تسلی ہوئی۔

ان اشعار میں امام موصوفؒ نے چند حقائق کو بیان فرمایا ہے۔ اولاً یہ کہ انسان کو اپنے گناہوں کے حجم اور کثرت کی وجہ سے رحمت خداوندی سے ناامید اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر وشرک یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔ (بیان القرآن)

ثانیاً انسان کے گناہ خواہ کتنے ہوں، اگر وہ ان پر پریشان اور شرمندہ ہے اور اس کے دل میں خوفِ آخرت ہے، تو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی وقت توبہ کی توفیق عطا فرما کر اسکی مغفرت فرمادیں گے۔

ثالثاً آدمی کی سعادت یا شقاوت کا ماں کے پیٹ ہی میں فیصلہ کردیا جاتا ہے، "حضرت ابن مسعودؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ: بچہ شکمِ مادر میں نطفہ، علقہ، مضغہ کے مختلف دورطے کرکے چار ماہ کا ہوجاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آتا ہے، اور اس بچہ کے لئے چار چیزوں کا فیصلہ کردیتا ہے: عمل، موت، رزق، سعادت یا شقاوت۔ بعد ازیں اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان امورِ خیر کو ترک کردے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب یہ حدیث سنی تو آپؐ کے سامنے انہوں نے اسی قسم کے خیال کا اظہار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو کیونکہ نیک اعمال کی توفیق اسی کو دی جاتی ہے جو سعادت مند اور نیک بخت ہوتا ہے۔

رابعاً۔ توحید (جو مرادف ایمان ہے) کا تعلق قلب سے ہے۔ زبان سے نہیں۔ "ما کان المعمر قبلک التوحید" اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم)

(گردشِ زمانہ)

محن الزمان کثیرۃ لا تنقضی وسرورہ یاتیک کالاعیاد

حوادثِ زمانہ اتنے کثیر ہیں جو ختم نہیں ہوتے۔ اور اسکی مسرتیں عید کی طرح کبھی کبھی آتی ہیں۔

امام موصوفؒ اس شعر میں زمانہ کی مسرتوں اور اس کے مصائب و حوادث کے درمیان موازنہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ زمانے کی خوشیاں اور مسرتیں اس کے حوادث اور مصائب کے مقابلہ میں عید کی مانند ہیں جو کبھی کبھی آتی ہیں۔ سال بھر میں عید صرف دو دفعہ آتی ہے۔ یہی مثال خوشی اور مسرت کی ہے۔

ملک الاکابر فاسترق رقابہم وتراہ رقا فی ید الاوغاد

زمانہ اہلِ علم و فضل کا تو مالک ہے کہ ان کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہے۔ اور خود ایسے دوگوں کے ہاتھ میں محبوس ہے جو پست درجہ کے کمینے ہیں۔

یعنی زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ کرو کہ اہلِ فضل و کمال کا مالک اور آقا بنا ہوا ہے۔ اور ان کو اپنے زیرِ تصرف کیا ہوا ہے۔ اور خود ایسے کمینے لوگوں کا غلام ہے جنکا وجود انسانیت کے لئے باعثِ عار ہے۔

تنبیہ | حدیث میں آتا ہے کہ زمانہ کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ امام شافعیؒ کے ان اشعار میں زمانہ سے مراد دنیوی مال وجاہ ہے، یعنی یہ دونوں چیزیں اہل فضل وکمال سے عموماً برگشتہ رہتی ہیں، اور کمینے لوگ ان میں متصرف ہیں۔

(کسی کی موت پر خوشی کی مذمت)

ابن عبدالحکیم کہتے ہیں کہ میں نے اشہب کو امام شافعیؒ پر موت کی بد دعا کرتے ہوئے سنا۔ امامؒ سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا:

تمنى رجال ان اموت وان امت فتلك سبيل لست فيها باوحد

لوگ میرے مرنے کی تمنا کرتے ہیں، اور اگر میں مرجاؤں تو (موت کا) یہ راستہ ایسا نہیں کہ میں اکیلا ہی اس پر چلنے والا ہوں۔

فقل للذي يبغي خلاف الذي مضى تهيأ لاخرى مثلها فكان قد

جو گزشتہ شخص کے خلاف کی تمنا کرتا ہے (مثلاً وقت سے پہلے میری موت) اس سے کہو کہ وہ بھی ویسی ہی چیز کے لئے تیار رہے، گویا وہ سر پر کھڑی ہے۔

وقد علموا لو ينفع العلم عندهم اذا مت ما الداعي علي بمخلد

وہ جانتے ہیں۔ کاش! ان کا علم نافع ہوتا۔ کہ جب میں مرجاؤں گا تو مجھ پر موت کی بد دعا کرنے والا بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔

فائدہ :- شارح نے لکھا ہے کہ اشہب، ابن عبدالعزیز بن داؤد مصر میں مالکی مذہب کے فقیہ تھے۔ انکی ولادت اسی سال ہوئی جو امام شافعیؒ کا سن ولادت ہے، وفات امام شافعیؒ کے ۱۸ دن بعد ہوئی، یہ بزرگ امام شافعیؒ کی عداوت میں مشہور تھے۔

امام شافعیؒ ان اشعار میں بتلانا چاہتے ہیں کہ دشمنوں کی موت کی تمنا ایک احمقانہ آرزو ہے، کیونکہ موت کے پنجے سے نہ وہ بچ سکتا ہے نہ یہ، اس لئے کسی دوسرے کی موت کی تمنا کرنے والا گویا خود اپنے لئے موت کی تمنا رکھتا ہے۔ ابن عبدالحکیم کہتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے وصال کے بعد اشہب نے ان کے ترکہ سے ایک غلام خریدا، اور وہی غلام تیس دن بعد میں نے اشہب کے ترکہ سے خرید لیا۔

فان الدنيا هي دار الغرور -

یہ اشعار بھی درحقیقت طفیل غنوی کے ہیں۔ امام شافعیؒ ان کو بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے ان ہی کی طرف منسوب ہو گئے ——— (مسلسل)